NEWS ONE TV ONE وسیب

دین و دنیا

خطباتِ ضیاء

موضوع

حضرت شیخ فرید الدین عطارؒ

جمعہ 24 اکتوبر 2025ء / 30 ربیع الثانی 1447ھ

پیر محمد ضیاء الحق نقشبندی

ریسرچ سکالر، مذہبی رہنما، روحانی تربیت کار

تعارف

چیئرمین: تنظیم اتحاد امت پاکستان

صدر : الامین فاؤنڈیشن (الامین اکیڈمی CSS/PMS)

صدر: ایجوکیشن ریسرچ فار پیس سوسائٹی

تصنیفات: 16 کتابیں

کالم نگار: روزنامہ جنگ (اجتہاد)

اینکر: پروگرام دین و دُنیا (نیوز ون)

سابقہ اینکر: اجتہاد پروگرام (جیوٹیز)

لیکچرار : CSS/PMS (الامین اکیڈمی)

ناشر الامین اکیڈمی پبلی کیشنز 307 شادمان 1 لاہور پاکستان

شرکاء



پیر محمد سلیمان قمر قادری



پیر محمد ضیاء الحق نقشبندی



قاری احمد زین العابدین نوری



ملک محبوب الرسول قادری

موضوع: حضرت شیخ فریدالدین عطار

پیدائش: حضرت شیخ فریدالدین عطار، 513ھ، بمطابق: 1119ء میں نیشاپور میں پیدا ہوئے،

وصال: 627ھ، بمطابق:1230ء میں آپ کا وصال ہوا،

114 برس کی عمر پائی۔ آپ کا مزار ''میرعلی شیرنوائی'' نے بنایا تھا۔

(اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج:13، ص:379)

آپ کا اصل نام: ''فریدالدین محمد بن ابراہیم'' تھا۔ عطار لقب تھا۔

(اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج:13، ص:379)

عطار کا لفظی مطلب ''ادویات کے ماہر'' کا ہے جو آپ کا پیشہ تھا۔ آپ حکیم تھے۔
آپ کا دواخانہ اور ادویات دور دور تک مشہور ی تھا، روزانہ پانچ سو آدمی آپ کے مطب میں آتے تھے۔
آپ صوفی شاعر، اور باطنی علوم کے ماہر تھے۔ آپ کا تعلق نیشاپور سے تھا، جو خُراسان کا ایک بڑا شہر تھا۔
یہ علاقہ اب ایران کے شمال مشرقی علاقے میں شامل ہے۔ فریدالدین عطار کا تعلق عظیم سلجوک سلطنت کے زمانے سے بھی ہے۔ آپ کی تصانیف، شاعری، نظریات اور دانش کو عالمی پزیرائی حاصل ہوئی

حالات زندگی

عطار کی زندگی بارے بہت کم معلومات دستیاب ہیں۔ان کے بارے میں صرف دو ہی مواقع پر معلومات ملتی ہیں، جو ان کے ہم عصر حضرات اوافی اور طوسی نے بیان کیں ہیں۔تمام تر معلومات بہر حال اس بات کی تصدیق کرتی ہیں کہ شیخ فریدالدین عطار کا تعلق نیشابور سے تھا، جو عظیم تر خراسان میں واقع ایک بڑا شہر تھا۔

یہ علاقہ اب ایران کے شمال مشرقی علاقے میں شامل ہے۔اوافی کے مطابق، فریدالدین عطار کا تعلق عظیم سلجوک سلطنت کے زمانے سے ہے۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شیخ فریدالدین عطار اپنی زندگی میں اتنے معروف شاعر نہیں رہے ماسوائے اپنے آبائی علاقے کے اور ان کی تصانیف، شاعری، نظریات اور دانش کو پندرہویں صدی تک کوئی پزیرائی حاصل نہیں ہوئی۔ (ایرانی انسائیکلوپیڈیا)

شیخ فریدالدین عطار غالباً اپنے دور کے بہترین کیمیاءدان کے فرزند تھے جنھوں نے اپنے والد سے کئی مضامین میں اعلیٰ تعلیم حاصل سکی۔ ان کے ادبی کام اور ان کے بارے معلوم تاریخ سے حالات زندگی کا علم نہیں ہوتا، اس تمام مواد سے صرف یہ اخذ ہوا ہے کہ شیخ فریدالدین عطار نے ادویات سے متعلق پیشہ اپنایا اور ان کے مطب کی دور دور تک مشہوری تھی۔

کہا جاتا ہے کہ شیخ فریدالدین عطار کے مریض انھیں اپنی مشکلات، مصیبتوں اور درپیش جسمانی و روحانی تکالیف سے آگاہ رکھتے، جس کا ان کی سوچ پر گہرا اثر مرتب ہوا۔ اس کا اثر یہاں تک گہرا تھا کہ انھوں نے اپنا مطب بند کر دیا اور دور دراز کے مقامات جیسے بغداد، بصرہ، کوفہ، مکہ، مدینہ، دمشق، خوارزم، ترکستان اور بھارت تک کا سفر کیا اور وہاں صوفیائے کرام سے ملاقاتیں کیں۔ اس سفر کے بعد ان کی سوچ اور نظریات مکمل طور پر صوفیائے کرام کے انداز میں ڈھل چکے تھے۔

شیخ فریدالدین عطار کا صوفی نظریہ عرصہ دراز تک سوچ و چار کا نتیجہ اور پختہ ذہنی ساخت کا حامل ہے۔ جن صوفیائے کرام کے بارے میں خیال ہے کہ وہ عطار کے اساتذہ میں شامل ہیں، ان میں سے صرف مجد الدین بغدادی واحد ایسی شخصیت ہیں جن کے صوفی نظریات اور خیالات عطار کی سوچ اور صوفی نظریات کی عکاسی کرتے ہیں۔ اس بارے واحد ثبوت عطار کے اپنے الفاظ میں ایسے بیان ہوئے ہیں کہ "ان کی خود سے ملاقات ہوئی۔"

شیخ فریدالدین عطار، ص:1، 6

حضرت جلال الدین رومی آپ کے ہم عصر تھے اور ان کو اپنا اسرار نامہ دیا تھا، اس کے بعد حضرت جلال الدین رومی بلخ سے ہجرت کر گئے۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج:13، ص:379)

شیخ فریدالدین تصوف و عرفان کے مراحل طے کرتے کرتے جس مقام پر پہنچے اس کا اندازہ کلامِ رومی سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ مولانا روم فرماتے ہیں:

هفت شهر عشق را عطار گشت
ما هنوز اندر خم یک کوچه ایم

''فریدالدین عطار تو عشق کی ساتوں وادیاں پار کر گئے اور ہم ہیں کہ ابھی تک ایک کوچہ کے سرے پہ ہی کھڑے ہیں''۔

ذکرِ الٰہی میں موت:

حضرت خواجہ شیخ فریدالدین عطار ایک دن اپنی دکان پر تشریف فرما تھے کہ ایک درویش آیا اور اس نے دکان کے سامنے کھڑے ہو کر چند بار کہا: اللہ کے نام پر کچھ دو۔

حضرت خواجہ شیخ فریدالدین عطار اس وقت کام میں سخت مصروف تھے اس لیے درویش کی طرف توجہ نہ دی۔

درویش نے خواجہ فریدالدین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ! اے شیخ تم مروگے کیسے؟

حضرت خواجہ شیخ فریدالدین عطار نے فوراً جواب دیا!

"جیسے تم مروگے" اس پر درویش نے کہا کہ: واقعی تم میری طرح مروگے؟

تو شیخ نے کہا: ہاں

درویش کے ہاتھ میں لکڑی کا پیالہ تھا وہ اس نے اپنے سر کے نیچے رکھا اور کہا! "اللہ"

اس کے بعد لوگوں نے دیکھا کہ درویش کی روح پرواز کرگئی ہے۔

اس واقعہ نے حضرت خواجہ شیخ فریدالدین عطار نیشاپوری کے دل پر گہرا اثر ڈالا کہ

آپ تمام دنیاوی مشاغل چھوڑ کر راہ حق میں نکل پڑے۔

کتب:

آپ کثیر کتب کے مصنف تھے، اہم کتب کے نام درج ذیل ہیں:

1۔ دیوان:

آپ کے دیوان میں عاشقانہ غزلوں کے علاوہ مذہبی افکار کا ذکر بھی شامل ہے۔

آپ کا یہ دیوان تہران میں چھپا تھا۔

2۔مختار نامہ

یہ رباعیات کا مجموعہ ہے، اور اسے موضوعات کے لحاظ سے مرتب کیا گیا ہے۔

3۔ تذکرۃ الاولیاء

نثر کی ایک ضخیم کتاب ہے جس میں مسلمان صوفیاء و مشائخ کے سوانح حیات درج کیے گئے ہیں۔

4۔منطق الطیر

شیخ فریدالدین عطار کی مثنوی ''منطق الطیر'' فارسی ادبیات کی شاہکار مثنوی ہے جسے تصوف و عرفان میں گنجِ گراں مایہ کا درجہ حاصل ہے یہ ضخیم مثنوی تقریباً 4600 اشعار پر مشتمل ہے۔ مثنوی کا مرکزی موضوع عرفان و اخلاقیات ہے جس کے بعض حصے روایتی انداز میں اور بیشتر مطالب جانوروں کی زبان میں بیان کئے گئے ہیں۔

منطق الطیر کا مطلب ہے پرندوں کی گفتگو۔
اس کتاب میں: منازل سلوک، یعنی طلب، عشق، معرفت، استغناء، توحید اور فقر و فنا جیسے موضوعات کا تذکرہ ہے۔
لیکن اس میں پرندوں کا ایک فرضی قصہ لکھا ہے جس سے اس کتاب کو شہرت ملی۔

(اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج:13، ص:379)

منطق الطیر میں اصلاح احوال کے اسباق:

اوّلین نکتہ جو اس مثنوی کی بنیاد بنا وہ ان پرندوں کا اندرونی جوش و ولولہ ہے جو انہیں ایک جگہ جمع ہونے اور اپنے بادشاہ کا کھوج لگانے پر مجبور کرتا ہے جو انسان کے اُس اندرونی جذبے و تجسس کی عکاسی کرتا ہے جو ہمیشہ اسے احساس دلاتا ہے کہ آخر انسان کہاں سے آیا ہے؟ دنیا میں کیوں بھیجا گیا ہے؟ اور بالآخر کدھر جانا ہے؟

انہی سوالات کے پیشِ نظر مسلسل حقیقت کی تلاش میں تگ و دو کرتا ہے یہی جوش و ولولہ اسے ہمیشہ دشواریوں کو پسِ پشت ڈالنے اور آگے بڑھتے رہنے پر آمادہ کرتا ہے۔
ایسا زندہ ضمیر انسان دنیاوی چیزوں سے لو نہیں لگاتا کیونکہ یہ دنیا اس کی مطلوبہ چیز نہیں ہے۔
عطار اس مثنوی کے مقدمے میں بہت ہی معنی خیز اور پراسرار بات بیان کرتے ہیں کہ بغیر رہبر کامل کے حقیقت و طریقت کا راستہ طے کرنا نہایت دشوار ہے- اسی لئے پرندے اس سفر کا آغاز کرنے سے پہلے ہدہد کو بطور رہبر تسلیم کرتے ہیں۔ ہدہد اپنا تعارف کرواتا ہے کہ:

سالها در بحر و بر می گشته ام
پای اندر ره به سر می گشته ام
وادی و کوه و بیابان رفته ام
عالمی در عهد طوفان رفته ام
با سلیمان در سفرها بوده ام
عرصهٔ عالم بسی پیموده ام
هرکه او مطلوب پیغمبر بود
زیبدش بر فرق اگر افسر بود

''میں نے سالہا سال خشکی وتری میں سفر کیا،کوہ و بیابان سے گزر آیا ہوں حضرت سلیمان کا ہمراز اور ہمراہی رہا ہوں، میں وہ ہوں جو مطلوب پیغمبر رہا ہے اور جو مطلوب پیغمبر ہو اسی کا سر تاج کے لائق ہو سکتا ہے وہی افسری کے قابل ہو سکتا ہے''۔

ہدہد اپنا تعارف کرانے کے بعد (بادشاہ) سیمرغ کی تعریف وتوصیف بیان کرتے ہوئے پرندوں کو اس کے مقام و مرتبہ سے یوں آشنا کرواتا ہے کہ:

هست ما را پادشاهی بی خلاف

در پس کوهی که هست آن کوه قاف

نام او سیمرغ سلطان طیور

او به ما نزدیک و ما زو دور دور

''بے شک ہماری مملکت کا بھی ایک بادشاہ ہے جو کوہ قاف کے اس پار رہتا ہے اس کا نام سیمرغ ہے، وہ پرندوں کا بادشاہ ہے وہ ہم سے بہت قریب ہے مگر ہم عطار نے پرندوں میں بھی کچھ خاص پرندوں کے نام لئے اور ان کی خصوصیات بیان کی ہیں جن میں بلبل، طوطا، مور، فاختہ، بٹیر، باز، مرغ زرین، بطخ، بگلا، الو وغیرہ شامل ہیں۔

یہ مختلف اور گونا گوں پرندے سماج میں ان افراد کی تمثیل ہیں جن کا کردار مذکورہ پرندوں جیسا بے سود و بے ارزش ہوتا ہے۔

مثلاً بلبل کا خاصہ یہ ہے کہ وہ پھول پہ عاشق ہوتا ہے اور بڑی خوبصورت اور مترنم آھنگ میں اپنے معشوق کے عشق میں نغمہ زن رہتا ہے، لیکن وہ اس حقیقت سے نابلد رہتا ہے کہ پھول کی زندگی سوائے چند روز کے کچھ نہیں کہ اگر وہ آشنا از حقیقت ہوتا تو وہ وقتی و سریع الفنا چیز سے یوں دل نہ لگاتا اور نہ ہی اس کے مرجھانے پہ درد و کرب میں مبتلا ہوتا۔

بعین مور اپنا حسن و جمال دیکھنے والوں کو محو حیرت کر کے ناز و نعم کی شعاعیں بکھیرتا اور اس غرور میں مست رہتا ہے کہ وہ اکیلا ہی فقط خوبصورتی کا مرکز ہے۔ لیکن شاید وہ بھول جاتا ہے کہ اتنی خوبصورت و زیبا مخلوق پیدا کرنے والا خالق خود کس قدر حسین و جمیل ہے، اگر وہ اس حقیقت کو پالیتا تو اپنی خوبصورتی کا اسیر نہ رہتا۔

اسی طرح دیگر پرندے بھی اپنی اپنی پسند پہ دل لگاتے اور ناز کرتے ہیں، لیکن ہُد ہُد انہیں حقیقت سے آشنا کرنے اور حقیقی بادشاہ مملکت سے ملاقات کے لئے سیر و سلوک کی کٹھن وادیوں کو پار کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔

عطار نے ہدہد کے وسیلہ سے پرندوں کو سیر و سلوک کی سات وادیوں سے روشناس کروایا، جس میں سب سے پہلی وادی کا نام ''وادی طلب'' ہے۔

حضرت فرید الدین عطار نے مختلف حکایات سے یہ واضح کیا کہ کسی چیز کو پانے کے لئے جذبہ طلب اس قدر قوی ہو جس طرح مجنوں اپنی لیلا کو پانے کے لئے کوہ کنی جیسی کٹھن زحمت گوارا کرتا ہے:

دید مجنون را عزیزی درد ناک

کو میان ره گذر می بیخت خاک

گفت ای مجنون چه می جویی چنین

گفت لیلی را همی جویم یقین

گفت لیلی را کجا یابی ز خاک

کی بود در خاک شارع دُر پاک

گفت من می جویمش هر جا که هست

بوک جایی یک دمش آرم به دست

''مجنوں کو ایک دن کسی نے رہ گزر پہ مٹی کریدتے دردناک حالت میں دیکھا اور کہا، اے مجنوں! اس طرح کیا ڈھونڈ رہے ہو؟ کس چیز کی تلاش نے تمہاری حالت دگرگوں کی ہے؟ تو جواب ملا میں لیلیٰ کو یہاں تلاش کر رہا ہوں۔

اس شخص نے کہا یہاں رہ گزر کی خاک میں لیلیٰ کہاں آ گئی جو تم کرید رہے ہو، بھلا خاک میں کہاں نایاب دُر ہوا کرتا ہے مجنون نے کہا میں تو اسے تلاش کر رہا ہوں شاید وہ مجھے کہیں سے مل جائے ''۔

پس جس کی طلب سچی ہو وہ سیر وسلوک کی اگلی منزل جسے ''وادی عشق'' کہتے ہیں میں داخل ہو جاتا ہے، جو دشوار ترین وادی ہے جس میں بہت ہی کٹھن امتحانات سے گزرنا پڑتا ہے۔ منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے سالک کو تمام تر مشکلات سے نبرد آزما ہو کر مرد مجاہد کی طرح بے خوف وخطر آگے بڑھتے رہنا چاہیے۔ وادی عشق کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

بعد ازین وادی عشق آید پدید

غرق آتش شد کسی کانجا رسید

کس درین وادی به جز آتش مباد

وانکه آتش نیست عیشش خوش مباد

عاشق آن باشد که چون آتش بود

گرم رو سوزنده و سر کش بود

''اس کے بعد عشق کی وادی عیاں ہوتی ہے جو کوئی وہاں پہنچتا ہے گویا آگ میں غرق ہو جاتا ہے اس وادی میں سوائے آگ کے کسی نے کچھ نہیں دیکھا، وہ جو آگ نہیں ہے اس سے خوش نہ ہو عاشق وہ ہے جو آگ کی طرح گرم جلانے والا اور سرکش بن جاتا ہے''

مزید فرماتے ہیں کہ اس وادی میں وہی شخص کامیابی سے ہمکنار ہو سکتا ہے جس کے پاس سوز و گداز سے معمور دل ہو، عقل اس وادی میں دم توڑ بیٹھتی ہے:

عشق اینجا آتش است و عقل دود

عشق کامد در گریزد عقل زود

عقل در سودای عشق استاد نیست

عشق کار عقل مادر زاد نیست

''عشق یہاں آگ ہے اور عقل دھواں، جب عشق آتا ہے تو جلد ہی عقل فارغ ہو جاتی ہے عقل عشق کی راہ کا استاد نہیں ہے عشق عقل والوں کا کام نہیں''۔

اس وادی کی صعوبتوں کو جس نے برداشت کیا وہ کامیاب ہو کر تیسری وادی یعنی ''وادی معرفت'' میں داخل ہو جاتا ہے- اس وادی میں جس کا عشق جتنا بلند و بالا ہو گا وہ اتنی حد تک اپنے معشوق کی معرفت حاصل کر لیتا ہے۔

صد هزاران مرد گم گردد مدام

تا یکی اسرار بین گردد تمام

''لاکھوں لوگ اس راستے میں بھٹک گئے اور اپنی منزل سے دور ہو گئے ان میں سے کوئی ایک ہی اسرار و رموز سے واقف ہوا ہے'' جب عاشق کے اندر اپنے معشوق کی معرفت و شناسائی آجاتی ہے تو دیگر تمام چیزیں اس کے لئے بے مطلب اور ہیچ ہو جاتی ہیں، جیسے ہی سالک اپنے محبوب حقیقی کی معرفت حاصل کر لیتا ہے تو پھر وہ ''وادی استغنا'' میں قدم رکھتا ہے جہاں وہ ہر چیز سے بے نیاز ہو جاتا ہے اور اس وادی میں پہنچ کر سالک کی نظر میں دنیا کی حیثیت خاک سے زیادہ کچھ نہیں رہتی۔

هفت دریا یک شمر اینجا بود

هفت اخگر یک شرر اینجا بود

هشت جنت نیز اینجا مرده ایست

هفت دوزخ هم چو یخ افسرده ایست

''سات سمندر بھی ایک تالاب کی مانند ہیں اور سات چنگاریاں بھی یہاں ایک شرر ہے، نیز آٹھ جنتوں کی بھی کوئی حیثیت نہیں اور سات دوزخوں کی آگ بھی یہاں سرد ہے''۔

اس وادی سے آشنائی کی خاطر عطار نے ایک دلچسپ حکایت یوں بیان کی ہے کہ ایک شخص تھا جس نے خاک کے تختہ پر افلاک کا نقش بنایا، چاند تارے، سورج، زمین، سعد و نحس، ولادت و وفات غرض ہر چیز بنا دی، پھر اس تختی کو ایک گوشے سے پکڑ کر نقش کو ایک دم سے جھاڑ دیا گویا اس پہ کچھ بنا ہوا نہ تھا۔

یہی حیثیت اس دنیا کی اُس سالک کے سامنے ہے جو وادی معرفت طے کر کے وادی استغنا میں پہنچ جاتا ہے تو سالک کے سامنے ہر چیز ماسوائے ذات حق کے بے ارزش ہو جاتی ہے۔ جب سالک ہر چیز سے لاتعلق و بے نیاز ہو جاتا ہے تو اگلی وادی ''وادی توحید'' میں قدم رکھتا ہے۔

یہ وہ مقام و منزل ہے جہاں سالک کو ہر چیز میں ذات حق کا جلوہ عیاں ہوتا ہے:

بعد از این وادی توحید آیدت
منزل تفرید و تجرید آیدت
روی ها چون زین بیابان در کنند
جمله سر از یک گریبان بر کنند

''یعنی اس کے بعد وادی توحید آتی ہے جو تفرید و تجرید کی منزل ہے یہاں پہنچ کر بہت سارے سر ایک ہی گریبان سے نکل آتے ہیں۔ یعنی ہر چیز میں ایک اکائی دیکھائی دیتی ہے''۔

جب سالک ہر چیز میں ایک ہی ذات کا جلوہ دیکھتا ہے حتی کہ اپنے آپ میں بھی اسی کا جلوہ دیکھتا ہے تو اس کے لئے ''من و تو'' کا امتیاز بھی مٹ جاتا ہے اور سالک کا سفرِ سلوک جاری رہتا ہے حتی کہ سالک ''وادی حیرت'' میں قدم رکھتا ہے۔
اس مقام پہ پہنچ کر سالک اپنی لاعلمی کا اظہار کرتا ہے؛ وہ کہتا ہے کہ:

عاشقم اما ندانم بر کیم
نه مسلمانم نه کافر، پس چیم
لیکن از عشقم ندارم آگهی
هم دلی پر عشق دارم هم تهی

''عاشق ہوں مگر یہ نہیں جانتا کہ کیا ہوں، نہ مسلمان ہوں نہ کافر ہوں پس کیا ہوں، لیکن عشق سے آگاہ نہیں ہوں، دل

عشق سے پر بھی ہے اور خالی بھی ہے"۔

یہی وہ منزل ہوتی ہے جب وہ اپنے آخری مرحلے کی طرف قدم رکھتا ہے، وہ آخری مرحلہ اور آخری "وادی فنا" میں پہنچ کر سالک مکمل طور جسمانی وروحانی کدورتوں جیسے غرور وتکبر، حرص، حسد، طمع، بغض، خودغرضی وغیرہ سے پاک ہوکر اس کا وجود عالم وحدت کا حصہ بن جاتا ہے اس طرح سالک، کل کے دریا میں گم ہوکر لا فانی ودائمی بقا حاصل کر لیتا ہے۔

هر که در دریای کل گم بوده است

دائما گم بوده و آسوده است

هر که او رفت از میان اینک فنا

چون فنا گشت از فنا اینک بقا

"جو کوئی بھی کُل کے دریا میں گم ہو جاتا ہے اگر چہ وہ ہمیشہ کے لئے گم ہو گیا مگر وہ آسودگی میں رہتا ہے، جو کوئی اپنی خودی کو ختم کر لیتا ہے تو فنا کے مقام پر پہنچ جاتا ہے جب فنا ہو جاتا ہے تو پھر وہ درحقیقت بقا کے مقام کو حاصل کر لیتا ہے"۔

عطار نے اس مثنوی میں پرندوں کے ذریعے راہِ سلوک کو بیان کیا ہے جس میں بہت سارے پرندے مذکورہ سات سخت ترین وادیوں کو عبور نہیں کر پاتے اور گمراہ ہو جاتے ہیں۔

بالآخر صرف 30 پرندے منزل تک پہنچنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ جب وہ آخری وادی میں پہنچتے ہیں تو انہیں وہاں سیمرغ کے بجائے انہیں اپنا ہی عکس نظر آتا ہے۔

جب انہوں نے اپنے دل کے آئینہ سے کدورتوں کو پاک کیا تو ان پر وہ حقیقت عیاں ہوئی جس کی تلاش میں تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ وہ تیس پرندے تیس سالک ہیں، سیمرغ ان کا معشوق و بادشاہ ہے، ہدہد اس راہ کا پیر طریقت ہے جس کی راہنمائی میں مراحل طے کئے، پرندوں نے جو مختلف قسم کی خطرناک وادیوں کی اذیتوں کو برداشت کیا وہ سالکین کی ریاضتیں ومجاہدے ہیں۔

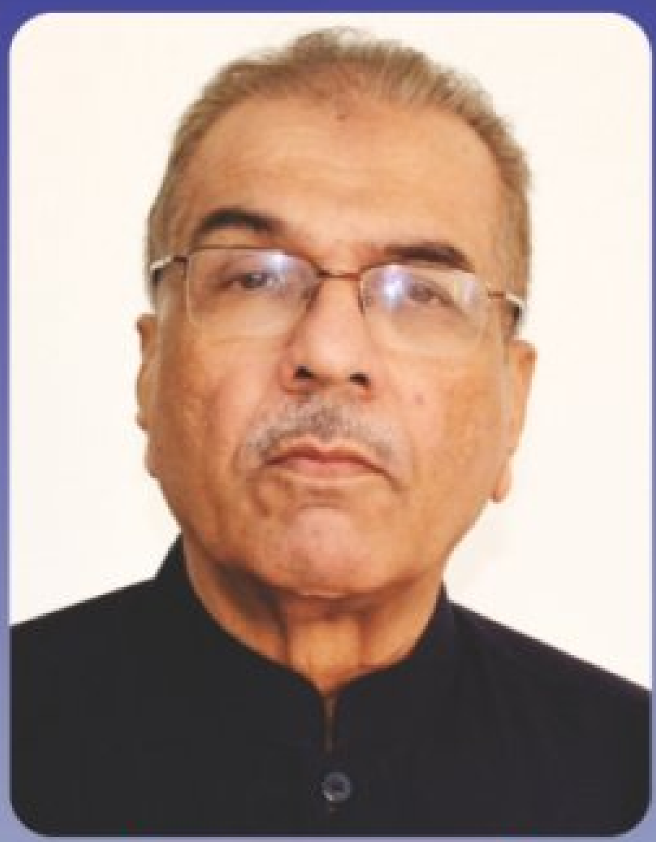
AL-AMEEN ACADEMY CSS/PMS

PAKISTAN'S FIRST EVER UNIQUE SCHOLARSHIP PROJECT



پاکستان کا پہلا منفرد اور اُچھوتا تعلیمی پراجیکٹ
جہاں ہونہار طلباء طالبات کو سی ایس ایس
اور پی ایم ایس (سول سروسز) کی تیاری
کرائی جاتی ہے۔

مستحق طلباء وطالبات کو آفیسر بنانے کے لئے ہمارا ساتھ دیں۔



CHIEF PATRON



PRESIDENT



PATRON

CSS | PMS | ONE PAPER | SCREENING

OTHER COURSES OFFERED

ISSB | NTS | JCOs | FPSC | PPSC | MDCAT | IELTS | GERMAN LANGUAGE

JUDICIARY PROGRAMS OFFERED

CIVIL JUDGE EXAMS | ADPP EXAMS | DDPP EXAMS | ADDITIONAL DISTRICT & SESSION JUDGE EXAMS

FOR DONATIONS

میزان بنک

Al-Ameen Academy
Account # 0104898216
Branch Code 0209 Shadman Lahore

AL-AMEEN ACADEMY
SCHOLARSHIP PROJECT

307 Shadman 1 Lahore
0092 300 8406482
0092 42 35960015

www.al-ameenacademy.org
alameen.academy
info@alameenacademy.org
Al-Ameen Academy
alameenacademylahore
alameenacademy
Al-Ameen Academy
alameenacademylhr

AL-AMEEN ACADEMY CSS/PMS

PAKISTAN'S FIRST EVER UNIQUE SCHOLARSHIP PROJECT

ماھانہ
موٹی
ویشنل

اجتماعی
دُعا



درسِ قرآن

ہر ماہ 28 تاریخ

بعداز نمازِ عشاء

ملاقات کریں

بیعت، تعویذات
استخارہ، وظائف
خوابوں کی تعبیر
اذکار، ختم غوثیہ
دُعا اور
مشکلات کا حل

روحانی تربیت کار، مذہبی رہنما، اینکر نیوز ون، کالم نگار روزنامہ جنگ

پیر محمد ضیاءُ الحق نقشبندی

چیئرمین الامین فاؤنڈیشن

شیڈول محفل
تلاوت
نعت
گفتگو
ذکرودُعا
لنگر

الامین اکیڈمی 307 شادمان 1 لاہور 0300-8406482